49886 ـ كيا مسجد كے ليے وقف شده كتابيں كسى ايك مسجد سے دوسرى مسجد منتقل كرنى جائز ہيں ؟

سوال

كيا ايك مسجد ميں موجود كتابيں كسى دوسرى مسجد منتقل كرنى جائز ہيں ؟
يہ كس طرح ہو سكتى ہيں، اور كسے حق حاصل ہے ؟ اور كيا اس كے ليے كچھ شرائط بھى ہيں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

اصل تو يہى ہے كہ كسى معين اور خاص مسجد كے ليے وقف كرده اشياء كسى اور طرف منتقل نہيں ہو سكتيں، كيونكہ مالك نے وه اشياء اس معين مسجد كے ليے وقف كى ہيں، چنانچہ كسى اور مسجد منتقل كرنا جائز نہيں.

دوم:

بعض علماء كرام نے كسى اور مسجد كى طرف منتقل كرنا ايك شرط كے ساتھ اجازت دى ہے ـ اور صحيح بھى يہى ہے ـ اس مسجد ميں رہنے سے دوسرى مسجد منتقل كرنا لوگوں كے ليے زياده فائده مند ہو.

مثلا اگر دوسرى مسجد ميں ان كتابوں سے فائده اٹھانے والے لوگ پہلى مسجد سے زياده ہوں.

يا پھر وہاں طالب علموں اور داعى حضرات كا ايك گروپ ہو جو ان كتابوں سے مستفيد ہوں اور دوسروں كو فائده پہنچائيں.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ الله تعالى كہتے ہيں:

" وقف كرنے والے كى شرط كو اس سے بہتر ميں بدلنا جائز ہے، چاہے يہ وقت مختلف ہونے سے مختلف بھى ہو جائے، حتى كہ اگر اس نے فقہاء پر وقف كى ہو... اور لوگ جہاد كے محتاج ہوں تو يہ فوجيوں كو دے دى جائيگى " انتہى

الاختيارات صفحہ نمبر (176).

اور شیخ ابن عثمیین رحمہ اللہ تعالی وقف کرنے والے کی کچھ شروط کو اس سے بہتر شروط میں بدلنے کے متعلق کہتے ہیں:

" اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے:

بعض علماء کہتے ہیں کہ: اگر وقف کرنے نے وقف میں کچھ شروط رکھی ہوں، اور وقف کا نگران دیکھے کہ اس شرط کے علاوہ کوئی اور بندوں کے لیے زیادہ نفع مند ہے، اور اس میں زیادہ اجروثواب ہے تو اسے دوسری شرط میں تبدیل کرنے میں کوئی حرج نہیں.

اور بعض علماء کرام نے ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

اس شخص نے یہ وقف کردہ چیز اپنی ملکیت سے کسی خاص وجہ سے خارج کی ہے، چنانچہ اس کی ملکیت میں اس کے بتائے ہوئے طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ پر تصرف کرنا جائز نہیں.

لیکن اسے جائز قرار دینے والوں کا کہنا ہے:

اصل میں وقف نیکی اور احسان کے لیے ہے، چنانچہ جو زیادہ نیکی اور زیادہ احسان کا باعث ہو وہ وقف کرنے والے کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے.

انہوں نے دلیل یہ دی ہے کہ: فتح مکہ کے سال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی نے آپ کو فتح مکہ سے نوازا تو میں بیت المقدس میں نماز ادا کرونگا، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یہاں نماز ادا کر لو "

اس شخص نے پھر وہی بات کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

" یہاں نماز ادا کر لو "

اس نے پھر وہی بات دھرائی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یہاں نماز ادا کر لو "

تو اس شخص نے پھر وہی بات دھرائی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: پھر تیری مرضی "

وقف نذر کے مشابہ ہے، چنانچہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے والے اس سے بہتر کی طرف منتقل ہونے کی اجازت دی ہے تو پھر وقف کرنے والا بھی اسی طرح ہے.

اور یہی قول صحیح ہے کہ جب کسی خاص اور معین پر وقف نہ ہو تو وقف کرنے والے کی شرط اس سے بہتر اور افضل شرط میں بدلی جاسکتی ہے.

لیکن اگر وقف کسی خاص اور معین شخص کے لیے ہو تو پھر اسے کسی افضل جگہ میں تبدیل کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ معین وقف ہے چنانچہ یہ معین اور خاص شخص کے حق سے تعلق رکھتا ہے، اس لیے اسے تبدیل یا تحویل کرنا ممکن نہیں " انتہی کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

دیکھیں: الشرح الممتع (9 / 560 ـ 561).

سوم:

اور رہا مسئلہ یہ اسے منتقل کرنے کا حقدار کون ہے ؟

تو یہ اس وقف کا نگران یعنی اس کا ذمہ دار جسے ان کتابوں کو وقف کرنے والے کی طرف سے متعین کیا گیا ہے وہی منتقل کرنے کا حق رکھتا ہے، اور اگر وہ نگران نہیں تو پھر ان کتب کا ذمہ دار محکمہ مثلا اسلامی ممالك میں وزارت اوقاف کو حق حاصل ہے.

واللہ اعلم .